مولای صل وسلم دائما ابدا   **درس حدیث**   علیٰ حبیبک خیر الخلق کلهم

حضرتِ اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

اِسلام میں بیت المال صرف مرکز میں نہیں ہوتا ۔ حکومت کا مقصد رعیت کی سہولت
حضرت ابوذرؓ کے مسلک کا پسِ منظر ۔ سب صحابہؓ کا مسلک اِن کے برخلاف تھا
بیت المال سے خلیفہ اپنی ذات پر خرچ نہیں کرسکتا۔علماء ایسوں کا کھانا اور تحائف نہیں لیتے تھے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 54 سائیڈ B 20-12-1985)

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقه سیدنا و مولانا محمد و آله وا صحابه اجمعین امابعد !

حضرتِ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا مسلک ذکر ہورہا تھا کہ اُن کے نزدیک روپیہ پیسہ اپنے پاس رکھنا ٹھیک نہیں تھا اِس کو وہ منع بھی کرتے تھے چاہے زکوٰۃ بھی دے دی گئی ہو پھر بھی۔ اَصل میں اُن کا جو مسلک تھا وہ تو اُس میں منفرد تھے اور اِس طرح سے کیا نہیں جا سکتا عملاً سوائے اِس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی کسی کی فطرت ایسی بنائی ہو کہ وہ اپنے پاس جمع نہ رکھتا ہو، پیسے اُس کو جمع رکھنے سے نفرت ہو تو یہ فطرت کی بات ہوئی کہ اللہ نے اِس کی فطرت اِس طرح بنائی ہے ورنہ (عام) فطری تقاضا جو ہے وہ یہی ہے کہ انسان ضرورت کی مقدار میں تو کم از کم اپنے پاس پیسے رکھے۔

حضرت ابوذرؓ کے مسلک کا پسِ منظر :

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ واقعات بھی ایسے ہی ہوئے ہیں۔ رسول کریم

علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک دفعہ اِرشاد فرمایا تھا کہ اگر میرے پاس اِتنا سونا ہو جو اُحد پہاڑ کے برابر ہو تو میں اُس کو بھی تقسیم کر دوں اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ تو ابوذر رضی اللہ عنہ کو وہ بات بہت زیادہ ذہن میں رہتی تھی اور اِس بنا پر خود اپنے پاس کوئی پیسہ رہنے دیتے تھے نہ کسی اَور کے لیے ایسا کرنا گوارہ کرتے تھے۔ تو دُوسروں کو کہتے بھی رہتے تھے اور یہ قرآن پاک کی آیت جس میں آتا ہے وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَایُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وہ لوگ جو کنز بناتے ہیں خزانہ بناتے ہیں جمع کرتے رہتے ہیں سونے اور چاندی کو وَلَایُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور اُسے خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ اُن کو دردناک عذاب کی خبر دے دو۔ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ جس دن تپا کر لگایا جائے گا جہنم کی آگ میں فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَ جُنُوْبُھُمْ وَ ظُھُوْرُھُمْ اُس سے داغا جائے گا اُن کی پیشانیوں کو اُن کے پہلوؤں کو اُن کی کمر کو ھٰذَا مَاکَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ یہی ہے وہ جس کو تم نے اپنے لیے جمع کیا فَذُوْقُوْا مَاکُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ جو جمع کرتے تھے اُس کا اَب مزہ چکھو ذرا۔ یہ آیت بھی استدلال میں وہ پڑھتے تھے۔

خود نبی علیہ السلام کا اپنا عمل :

تو خود عمل رسول اللہ ﷺ کا دیکھا وہ بھی یہی تھا کہ ایک روز آپ کے پاس تھوڑا سا ٹکڑا رہ گیا تھا چاندی یا سونے کا عصر کی نماز میں خیال آیا نماز پڑھتے ہی اندر تشریف لے گئے یا نماز کا سلام پھیرتے ہی خیال آیا تو ایک دم تشریف لے گئے پھر آئے، لوگوں کو خلافِ معمول اِس طرح بعجلت جانے پر تشویش تھی تو اِرشاد فرمایا کہ میں اصل میں اِس لیے گیا تھا کہ وہ ٹکڑا رہ گیا تھا تو میرا دل نہیں چاہا کَرِھْتُہٗ کہ رات آئے اور وہ میرے پاس ہو تو عمل ایسے تھا اَزواج مطہرات کا عمل بھی ایسے ہی تھا۔ رسول اللہ ﷺ، اَزواجِ مطہرات اِن کے عمل سامنے خود رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد سامنے، خود ابوذر رضی اللہ عنہ کو خطاب کر کے جو فرمایا وہ اُن کے سامنے تو اِس بنا پر بالکل پسند نہیں کرتے تھے کہ میں پیسہ رکھوں اپنے پاس نہ یہ پسند کرتے تھے کہ کوئی بھی پیسہ رکھے اپنے پاس۔ یہ سونا اور چاندی جو ہے یہ گردش ہی کے لیے ہیں یہ کاروبار میں لگی رہیں اپنے یا حکومت کے پاس بیت المال میں یا کسی ضرورت مند کے کام آئے یہ نہ ہو کہ یہ جمع ہو کر پڑا رہے، جمع ہو کر پڑے رہنے کی اگر کوئی جگہ ہے تو وہ بیت المال ہے۔

بیت المال سے خلیفہ اپنی ذات پر خرچ نہیں کرسکتا :

بیت المال میں یہ نہیں ہے کہ خلیفہ اپنی ذات پر خرچ کر لے بلکہ وہ امین ہے اُس کے ذمّے اِس کا صحیح طرح صرف کرنا فرض ہے۔

غیر محتاط حکمرانوں کا کھانا اور تحائف علمائے حق ناپسند کرتے تھے :

جو لوگ اِس میں بے احتیاطی کرتے تھے اُن کے ہدایا تحائف اور اُن کے یہاں کھانا جو علمائے حقانی تھے اُنہوں نے پسند نہیں کیا تو اُن کے یہاں تو کھانا بھی نہیں کھاتے تھے۔

امام احمد بن حنبل رحؒ کو پہلے تو حکمرانوں نے بڑا تنگ کیا اور جنہوں نے تنگ کیا جب وہ مر گئے اور اُن کے بعد جو آئے وہ بڑے عقیدت مند ہوگئے وہ اُنہیں بلاتے تھے رکھتے تھے مگر وہ اپنے ساتھ کچھ کھانے کے لیے اپنا سامان خشک لے جاتے تھے اُن کا نہیں کھاتے تھے تو بس پھر بھوکے رہتے تھے۔ ایک دفعہ لے گئے اُن کو کئی دن رکھا ایک تو خود ضعف کا زمانہ تھا بڑھاپے کا زمانہ تھا بالکل نہ کھائے ہوئے گزرا جب واپس آئے تو طبیعت خراب ہوگئی ضعف بہت ہوگیا اور علیل بھی ہوگئے۔ ایسے ہی تحائف جو بھیجتے تھے یہ لوگ تو وہ تحائف بھی نہیں رکھتے تھے کہ اِن کو یہ حق نہیں ہے یہ تصرف کرنے کا اِس طرح سے جیسے کہ اپنی ذاتی چیز ہے ذاتی طور پر کوئی ہدیہ پیش کر رہا ہے ذاتی چیز کہاں سے آئی ؟ تو یہ بالکل پسند نہیں تھا اِنہیں۔

اِسلامی حکومت میں بیت المال صرف مرکزی نہیں ہوتا :

مال جمع ہونے کے لیے بیت المال ٹھیک ہے کیونکہ وہاں ہر ضرورت مند اپنی درخواست لکھے گا اور اُس کی ضرورت پوری کرنی فوری طور پر یہ ضروری ہے اور بیت المال جو ہے صوبائی اَلگ ہوگا علاقائی بھی اَلگ ہوگا یہی نہیں کہ مرکزی ہو صرف بلکہ نیچے تک سہولت پہنچانے کے لیے کہ ضرورت مندوں کو دیر نہ لگے دُشواری نہ ہو یہ طریقہ کار اختیار کیا جائے گا۔

حکومت کا اَصل فائدہ :

حکومت کا اَصل میں فائدہ بھی یہی ہے کہ وہ رعایا کو سہولت دے اور اگر حکومت اپنا نفع دیکھے رعایا کو سہولت نہ دے رعایا سے ٹیکس ہی وصول کرتی رہے تو وہ حکومتِ اسلامی کا مقصد نہیں ہے بلکہ حکومت ہی کا مقصد

پورا نہیں ہو رہا ہے۔ اِنصاف فوراً ملنا چاہیے، مظلوم کی داد رَسی فورًا ہونی چاہیے نہیں ہو رہی تو یہ ظلم ہے اور حکومت نہیں کر رہی تو کیوں نہیں کر رہی؟ تو یہ ظلم ہوا جبکہ اُس کے پاس قدرت بھی ہے وسائل بھی ہیں۔ تو بیت المال ایسی چیز ہے جہاں مال رکھ سکتا ہے حکومت کے منافع کے لیے وہاں بھی خرچ کیا جائیگا کارخانے لگانے میں اور چیزیں لگانی ہیں اُن پر وہ خرچ کیا جاتا ہے وہاں وہ ٹھیک ہے۔ تو روپیہ اور پیسہ یعنی سونا اور چاندی یہ دو چیزیں اللہ تعالیٰ نے گردش کے لیے بنائی ہیں تو اِن کو جمع کر کے رکھنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بالکل پسند نہیں تھا۔

اِن کے برخلاف دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا مسلک :

دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ سب کے سب اِس بات پر متفق تھے کہ زکوٰۃ دینی فرض ہے زکوٰۃ کے علاوہ جو مال ہے وہ رکھا جاسکتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ذرائع آمدنی کے مخالف نہ تھے :

ایک ہیں ذرائع آمدنی وہ میں عرض کر چکا ہوں کہ ذرائع آمدنی کو ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختیار کرنے سے منع نہیں کیا کہ کسی کے پاس زمین بھی نہ ہو مکان بھی نہ ہو کرایہ آنے کے لیے، تجارت بھی نہ ہو کچھ بھی نہ ہو یہ اُنہوں نے نہیں کہا یہ تو پھر آدمی راہب بن جائے تارک الدنیا بن جائے گا یہ اُن کا اِرشاد نہیں تھا کہ تمام چیزیں حکومت ہی کی ہوں ذاتی ملکیت بھی نہ ہوں یہ اُن کا اِرشاد نہیں تھا اُن کا منشاء جو تھا وہ صرف نقدین کے بارے میں تھا کہ یہ سونا اور چاندی یہ جمع نہ ہوں۔ (شام میں) جناب حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہو گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آگئے مدینہ منورہ میں یہاں جہاں دیکھا چند آدمی بیٹھے ہیں وہاں تشریف لے گئے اور اُنہیں تقریر کردی۔ پھر لوگ جمع ہونے شروع ہو گئے اِن کو دیکھتے تھے اِن کے گرد جمع ہو جاتے تھے اِن سے بحث بھی نہیں کرتے تھے دیکھتے تھے اِنہیں تعجب ہی کی نظروں سے نئی بات سُنتے تھے جیسے، تو مال اُس زمانے میں ایسے تھا کہ اُس کو دینے کے لیے مصرف نہیں ملتا تھا اِن کی باتیں سنتے تھے اور جمع ہو جاتے تھے اِنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ایک تو میرا وہاں (شام میں) اختلاف ہوا جب اختلاف ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ اِدھر آجایئے پھر میں اِدھر آگیا مدینہ شریف۔ اَب میرے پاس جمع ہو جاتے ہیں لوگ كَاَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْنِيْ جیسے کہ اُنہوں نے مجھے کبھی پہلے دیکھا ہی نہ ہو

حالانکہ وہ مدینہ شریف میں رہتے رہے ہیں اُن کے ساتھی بھی زندہ ہوں گے اُن کی اَولاد بھی زندہ تھی اَولاد نے بھی دیکھا ہوگا ابوذر ؓ کو۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو یہاں قریب میں جگہ ہے سبزہ ہے وہاں پر پانی ہے آپ اُدھر چلے جائیں لوگوں سے بھی ہٹ جائیں گے آپ، تو اُنہوں نے کہا ٹھیک ہے پھر یہ خود اپنی سہولت کے لیے اُدھر تشریف لے گئے۔

نبی علیہ السلام نے ایسا ہی کرنے کا حکم نہیں دیا :

یہ عمل جو ابوذر رضی اللہ عنہ کا ہے یہ اپنی اپنی فطرت ہوتی ہے اور کسی کسی میں ہوتی ہے دُوسرا اگر کرنا بھی چاہے تو نہیں کرسکتا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی دُوسروں کو مجبور نہیں کیا کہ ایسے کریں بلکہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وہاں بیمار ہوگئے حجۃ الوداع کے موقع پر، رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میرے پاس تو ایک لڑکی ہے بلکہ یہ کہ کوئی نہیں ہے اَولاد لَایَرِثُنِیْ وہ کلالہ ہیں میرے وارث یعنی ماں باپ اور اَولاد کے علاوہ ....کہیں یہ بھی آتا ہے کہ اِس میں فرمایا کہ ایسی ہے چھوٹی اَولاد تو میں چاہتا ہوں کہ مال دے دُوں اُس کو تو فرمایا نہیں اُنہوں نے عرض کیا کہ آدھا دے دوں؟ تو پسند نہیں فرمایا، بس فرمایا کہ ایک تہائی کے بارے میں وصیت کرلو اِس سے زیادہ نہ کرو وصیت وَالثُّلُثُ کَبِیْرٌ یہ بھی بہت ہے اِنَّکَ اَنْ تَذَرَ وَ وَرَثَتَکَ اَغْنِیَآءَ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَدَعَھُمْ عَالَةً یَّتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ یہ جو تمہارے بعد میں آنے والے لوگ ہیں اَولاد وغیرہ اگر یہ ایسے ہوں کہ بے نیاز ہوں مستغنی ہوں یہ بہتر ہے بہ نسبت اِس کے کہ عالہ ہوں محتاج ہوں لوگوں کے آگے پھر ہاتھ پھیلائیں یہ نہ کرو، ثلث سے زیادہ نہیں لیتے ہم۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ اپیل کی کہ وہ گھر کا مال لے آئیں تو وہ آدھا لے آئے آدھا چھوڑ آئے وہ آپ نے اُن سے لیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سارا لے آئے اِن سے لیا ہے سارا مال، باقی کسی صحابی سے ایسے نہیں لیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِن کو ماموں فرماتے تھے ماموں ہوتے تھے ننھیالی اعتبار سے اور بہت خوش تھے اور بہت دُعائیں بھی دیں اِن کو مگر جب دینے کا وقت آیا تو فرمایا کہ سارا نہ دو فرمایا کہ اَلثُّلُثُ کَثِیْرٌ کہ تہائی بہت کافی ہے۔ اچھا تو اگر ایسا نہیں تھا تو شریعتِ مطہرہ نے پھر زکوٰۃ کیوں کی فرض؟ اگر مال جمع رکھنا بالکل تھا ہی نہیں تو زکوٰۃ کا کیا مطلب؟

شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف :

اختلاف یہ ہوا تھا کہ یہ آیت کہ روپیہ پیسہ جمع کرنے والے جو ہیں اُن کو داغا جائے گا جہنم میں یہ آیت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کہتے تھے کہ یہ اہل کتاب کے بارے میں تھی جنہوں نے توجیہ کی اور مال پیسہ جمع کرتے رہے زکوٰۃ بھی نہیں دیتے تھے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے فِيْنَا وَفِيْهِمْ ہمارے اور اُن کے سب کے بارے میں یہ ہے یہ آیت تو اُن کا مسلک یہ تھا۔

مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی عادت :

مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی یہی عادت تھی یہ فطرت ہے بالکل پیسہ رکھتے ہی نہیں تھے اور جہاں سائل ملا دے دِیے۔ تو دہلی میں رہتے رہے ہیں یہ جمعیت کے دفتر میں تشریف لاتے تھے اور وہاں سے جامعہ ملیہ تشریف لے جاتے تھے تو لوگ کرایہ دیتے تھے جانتے تھے کہ پیسہ اِن کے پاس ہوتا ہی نہیں تو کرایہ دے دیتے تھے جمعیت کی طرف سے، اَب وہاں سے نکلے گلی میں سے دفتر میں سے اور کوئی مل گیا سائل تو اُس کو دے دیتے اور خود پیدل چلتے میلوں، کئی میل ہیں پانچ چھ میل تو وہاں وہ پیدل جاتے تھے۔ یہ صحیح ترین باتیں ہیں جو میں سنا رہا ہوں جیسے آپ خود اپنی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں تو جماعت والوں نے تدبیر یہ کی کہ جس سواری میں بھیجنا ہو اُس میں خود سوار کرا کے آتے تھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ پھر کسی کو دے دیں اور خود پیدل چلے جائیں۔ تو یہ کیا ہے؟ یہ فطرت ہے کوئی آدمی کرنا چاہیے اِس طرح، نہیں کر سکتا اور وہ خود اِس کے اُلٹ کرنا چاہیں جیسے آپ کرتے ہیں وہ بھی نہیں کر سکتے تو وہ نہیں رَکھ سکتے تھے اپنے پاس پیسہ۔ مگر اِسلام نے تو وہ طریقہ رکھا ہے اعتدال والا جو سب کے لیے ہو جائے لہٰذا یہ سمجھئے آپ کہ جب کسی کے پاس روپیہ زیادہ ہو جائے اُس کی ضرورت سے اَب چاہے وہ زکوٰۃ بھی دے چکا ہو مگر جو آس پاس پڑوس میں محتاج ہیں یا اُس کے رشتہ دار ہیں اُن پر اُس کو پھر بھی خرچ کرتے ہی رہنا چاہیے یہ سوچ لے کہ میں تو زکوٰۃ دے چکا میری بلا سے تو یہ ٹھیک نہیں ہے اَخلاقی اور اِنسانی اعتبار سے بہت گری ہوئی بات ہے اِس کو خود غرضی اور بے حسی کہا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مال و دُنیا کی محبت سے بچائے اور صحیح معنیٰ میں زُہد و تقویٰ سے نوازے، آمین۔

اِختتامی دُعاء ....

۞ ۞ ۞